# فقیر کی ایمان داری

آج احمد بہت خوش تھا۔ اُسے پہلی تنخواہ جو ملی تھی۔ اس کا بٹوہ نوٹوں سے بھرا ہوا تھا۔ اسے گھر پہنچنے کی جلدی تھی۔ وہ ایک گلی میں مُڑا۔ نکّڑ پر بیٹھے ہوئے ایک فقیر کو دیکھ کر رُک گیا۔ پھٹے پُرانے کپڑوں اور سر اور ڈاڑھی کے بڑھے ہوئے بالوں سے اس کی غریبی ظاہر ہو رہی تھی۔

احمد نے جیب سے بٹوہ نکالا۔ پانچ کا نوٹ نکال کر فقیر کو دِیا۔ بٹوہ جیب میں رکھا اور آگے بڑھ گیا۔ اس نے یہ سُننے کی بھی کوشش نہیں کی کہ فقیر کیا دُعائیں دے رہا ہے۔

اس واقعے کو پانچ چھے مہینے گزر گئے۔ آج بھی پہلی ہی تاریخ تھی۔ احمد اسی گلی سے گزرا۔ وہ پریشان حال فقیر اُسی نکّڑ پر بیٹھا ہوا تھا۔ احمد رُکا۔ بٹوے سے پانچ کا نوٹ نکال کر فقیر کو دیا اور آگے بڑھنے لگا۔ اس دوران فقیر اسے غور سے دیکھتا رہا۔ گویا اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔ پھر اس نے آواز دی، ”صاحب! ذرا سُنیے۔“

احمد نے پلٹ کر پوچھا، ”کیا بات ہے؟“

”آپ کی ایک امانت میرے پاس ہے۔ اسے لے جائیے۔ چھے مہینے سے سنبھال کر رکھی ہے۔“ یہ کہہ کر اس نے پیوند لگے پاجامے کے نیفے سے ایک مُڑا تُڑا نوٹ نکالا اور اسے سیدھا کیا۔ وہ سو رُوپے کا نوٹ تھا۔ اس نے نوٹ احمد کی طرف بڑھا دیا۔ ”یہ لیجیے آپ کی امانت۔“

احمد نے تعجّب سے کہا، ”میں کیوں لوں؟ یہ نوٹ تو میرا نہیں ہے۔“

”آپ ہی کا ہے صاحب، چھے مہینے پہلے آپ نے مجھے پانچ کا نوٹ خیرات میں دیا تھا۔ اُس وقت یہ نوٹ آپ کے بٹوے سے گِر گیا تھا۔ آپ اسے لے لیجیے۔“

احمد نے حیرت سے کہا، ”تم تو مانگ کر گزارہ کرتے ہو۔ پہلے سے بھی زیادہ پریشان حال دِکھائی دے رہے ہو۔ یہ سو روپے کا نوٹ تو تمھارے لیے بہت قیمتی تھا۔ تم نے اسے خرچ کیوں نہیں کر ڈالا؟“

فقیر نے کہا، ”صاحب! میں فقیر ضرور ہوں لیکن بے ایمان نہیں۔ مہربانی کر کے اپنی امانت واپس لے لیجیے۔“

احمد نے نوٹ واپس لے لیا۔ فقیر کا شُکریہ ادا کیا اور دل ہی دل میں اس کی ایمان داری کی تعریف کرتا ہوا گھر کی طرف چل پڑا۔

(محمد حسن فاروقی)